انوار الصوفیہ

ماہوار

قصور

بیادگار اعلیٰ حضرت امیر ملت مولانا الحاج
پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

March 1980

نگران اعلیٰ حضرت مولانا الحاج جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب مدظلہ

بامدادِ روحانی حضرت مولانا سراج الملت پیر سید محمد حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔
بالطافِ روحانی حضرت مولانا شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔
بالتفات کریمانہ حضرت مولانا الحاج معین الملت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہ۔
بظلِ حمایت مولانا الحاج پیر سید نذر حسین شاہ صاحب علی پوری مدظلہ۔

ماہنامہ

انوار الصوفیہ

قصور

ایڈیٹر

مولانا غلام رسول گوہر!

جلد ۶۸
شمارہ ۱۷
بابت ماہ مارچ ۱۹۸۰ء

فہرست

o

دائرے میں سرخ نشان آپ کا چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔ گوہر

چندہ

سالانہ	۱۵ روپے
ششماہی	۸ "
سہ ماہی	۵ "
فی شمارہ	۱/۵۰ "

ایڈیٹر و پبلشر: غلام رسول گوہر، مطبع لاہور آرٹ پریس انارکلی لاہور، مقام اشاعت: کوٹ عثمان خان ــــ قصور

عیدِ میلادُ النبی ﷺ

پھر گھٹا رحمت و لطف کی چھا گئی
عیدِ میلادِ سرکارؐ پھر آگئی

ان کی آمد سے غنچے دلوں کے کھلے
ان کی آمد سے تن من میں جان آگئی

آج گل پوش ہیں سارے کوہ و دمن!
سوکھے اشجار میں تازگی آگئی

روشنی چاند تاروں کو پھر سے ملی!!!
گلستانوں میں رنگت نئی چھا گئی

بے سہاروں کو بھی اب سہارا ملا
آج دنیا میں رحمتؐ تمام آگئی

جہل و ظلمت کی تاریکیاں چھٹ گئیں
اور در و بام پہ چاندنی چھا گئی

چار سو پھر صداقت کے غنچے کھلے!!
پھر کلی کفر و باطل کی مرجھا گئی

جب وہ آئے تو عرفاں کی دولت ملی
جیسے بند آنکھ میں روشنی آگئی

جس کی لَو بجھ سکے گی نہ انجمؔ کبھی
اب وہ قندیل نور ایسا برسا گئی

انجم وزیر آبادی

ایک اہم ملّی سوال!

بخدمت شیخ الاسلام والمسلمین امام اہلسنت فقیہہ ملت مفتی اُمت مفسر قرآن ترجمان دین و ایمان نقیب الاشراف

ابو مسعود خواجہ سیّد محمود کاظمی قادری محمد شاہ ہزاروی

یہ اہم ملی سوال مدت دراز سے اہل اسلام کے لئے اختلاف کا موجب بنا ہوا ہے۔

آپ سے التماس ہے کہ افرادِ ملت پر احسان فرما کر عام فہم دلائل و بیان سے اس کا جواب لکھ دیں کہ خواندہ نا خواندہ سب لوگوں کو فقہی مسئلہ کا حکمِ شرعی بخوبی معلوم ہو کر غلط فہمی نہ رہے۔

خلاصہ سوال: اسلامی فقہ میں غیر سیّد کو سیّد خاندان میں نکاح کا کیا حکم ہے؟

سائلین دریافت کنندگان مع روزنامہ وخطوط از نوشہرہ۔ پشاور۔ کوہاٹ، بنوں۔ ڈیرہ۔ کراچی۔ سندھ حیدرآباد۔ مردان خیرپور۔ راولپنڈی۔ سیالکوٹ۔ ایبٹ آباد۔ لاہور۔ بہاولپور۔ مظفرآباد۔ کھائی گلہ۔ باغ۔ راولہ کوٹ۔ ملتان جہلم۔ گجرات۔ انگلینڈ۔ مسقط۔ ابوظہبی۔ دوبئی۔ جدہ۔ مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ۔ ریاض۔ ڈنمارک۔ امریکہ۔ شارجہ۔ تبوک۔ عراق۔ بغداد شریف۔ ڈھاکہ۔ لیبیا۔ گلگت۔ مصر۔ کویت۔ سویت وغیرہا۔

الجواب!

ملک و بیرون ملک کے خطوط اور روزنامہ جنگ راولپنڈی کے پرچہ جات کے پیش نظر اس سوال کا جواب صحیح یہ ہے کہ باوجود ایمانی اخوت اور دینی برادری و یگانگت کے اسلامی فقہی اصول میں بلا تفاخر و استخفاف غیر سید خاندان شخص سید خاندان کا کفو نہیں اور جو اپنے

خصائص امتیازات فضائل میں دوسرے خاندان کے خصائص امتیازات و فضائل میں شرعاً برابر نہ ہو وہ اس کا ہمکفو برابر نہیں لہٰذا وہ غیر کفو ہے اور غیر کفو سے نکاح ہونے میں ہتک اور حق تلفی اور عار و استنقاص کا موجب ہے۔ اسلامی فقہ میں نکاح کا محل شرعی کفائۃ کو

پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ویب سائٹس، بلاگز، ویڈیو اور تصاویر کے لنکس

http://ameeremillat.org/	ویب سائٹس
http://ameer-e-millat.com/	ویب سائٹس
http://ameeremillat.com/	ویب سائٹس
http://www.haqwalisarkar.com/	ویب سائٹس
http://www.charaghia.com/	ویب سائٹس
http://www.scribd.com/bakhtiar2k	کتابیں
http://www.flickr.com/photos/34727076@N08/	تصاویر
http://www.flickr.com/photos/91889703@N07/	تصاویر
http://www.facebook.com/groups/alipurmureeds/	فیس بک پر پیر بھائیوں کا گروپ
http://wwwnfiecomblogspotcom.blogspot.com/2009_06_01_archive.html	بلاگز
http://www.jamaatali.blogspot.com/	بلاگز
http://alipuri.blogspot.com/2009/06/about-pir-syed-jamaat-ali-shah.html	بلاگز
http://www.jamaatali.blogspot.com/	بلاگز
http://vimeo.com/user13885879/videos	ویڈیو
Youtbe: bakhtiar2k	ویڈیو
www.marfat.com	اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں
www.maktabah.org	اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں
www.fezanenaat.com	نعتیں ڈاؤن لوڈ کریں

انوار الصوفیہ رسالہ

حافظ پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ محدث علی پوری نے 1901ء میں شروع کروایا تھا

اس کتاب میں مندرجہ ذیل مہینوں کے رسالے موجود ہے

جنوری 1925	ستمبر 1937	جنوری 1940
نومبر 1940	اگست 1941	نومبر دسمبر 1952
اکتوبر 1963	جنوری 1964	اپریل 1978
مئی 1978	اگست 1978	مئی 1979
جون جولائی 1979	نومبر دسمبر 1979	جنوری 1980
مارچ 1980	جون جولائی 1980	اکتوبر نومبر 1980
مئی جون 1981	جولائی 1981	ستمبر 1981



انوار الصوفیہ کے رسائل فراہم کرنے پر
درگاہ قلندر علی پور فقیراں سے
ایڈوکیٹ نقشبندی مجددی
علامہ عالیجاہ حسن پیرزادہ
اور درگاہ کے جملہ اراکین کا مشکور ہوں
خدام اولیاء غلام شیخ معزالدین بختیار حسین جاعتی

ٹھہرایا گیا ہے کہ نکاح میں تین حقوق کا تعلق ہے۔ حق شرع کہ کفو سے ہو حق اولیا کہ غیر کفو سے ہونے کی صورت میں ان کو جو عار استنقاص لاحق ہوتا ہے وہ نہ ہو حق زن یہ کہ غیر کفو کا فرش بننے میں اس کی ہتک ہے اور موجب عار ہے یہ نہ ہو۔ مہر میں بھی تین حقوق ہیں۔ حق شرع کہ حد شرع سے کم نہ ہو وہ دس درہم ہے۔ حق اولیا کہ مہر مثل سے کم نہ ہو حق زن یہ کہ وہ اس کی ملک ہو۔ لہٰذا ظاہر روایت میں نفاذ موقوف الی رضا ولی اور ولی کے لئے حق اعتراض و فسخ کے اقوال و نقول سب مرجوح ٹھہرے کہ نادر روایت وَرَوَی الحَسَنَ عَنِ الْاِمَامِ بُطْلَانَہٗ بِلَا کفوءٍ، جو شرح الیاس سے ہدایۃ تک میں ہے پوری دنیائے اسلام عرب و عجم میں مفتی بہا مختار للفتوی ہے۔ اسی کو شمس الائمہ سرخسیؒ نے اقرب الی الاحتیاط کہا۔ امام فخر الدین زیلعی نے تصریح کی الفتوی علی قول الحسن فی زماننا: جامع الرموز میں ہے وبہ اخذ کثیر مشائخنا کما فی المحیط: قاضیخان میں ہے۔ وعلیہ الفتوی ابو المکارم حاشیہ شرح وقایہ میں ہے۔ قال قاضیخان ھو المختار للفتوی فی زماننا وفی الخلاصہ بہ کان یفتی الامام السرخسیؒ. کفایہ میں ہے وبہ اخذ اکثر المشائخ اور کافی و ذخیرہ میں ہے وبقولہ اخذ کثیر من المشائخ الی ان قال فسد الباب بالقول بعدم الانعقاد اصلاً۔ درمختار میں ہے ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار للفتوی لفساد الزمان اور فتاوی ردالمختار ۲/۳۲۵ شامی میں ہے الروایۃ المختارۃ للفتوی مرجح علی ظاھر الروایۃ۔ شامی میں ہے ۱/۵ المرجوح منسوخ

سوال سے ظاہر ہے کہ عرف عامۃ المسلمین میں یہ غیر معروف ہے۔ اور اہل علم و تحقیق پر مخفی نہیں غیر سیّد کے سیّد خاندان میں نکاح کے غیر مشروع ہونے پر چودہ سو برس کا اعتقادی و عملی اجماع ہے۔ جوامن خیر القرون الی اھلم پس ظاہر الروایت مرجوح ہوئی۔ اور فتاوی ردالمختار میں ہے ۳۸۸/۱ الحکم والفتیا بما ھو مرجوح خلاف الاجماع۔ لہٰذا روزنامہ جنگ راولپنڈی میں ۱۹، ستمبر ۱۹۷۹ء، ۱۷، اکتوبر ۱۹۷۹ء اور ۱۲، جنوری ۱۹۸۰ء اسلامی فقہ کے عنوان سے غیر سیّد کے سیّد خاندان میں نکاح کے جواز کے زعم باطل سے جو لکھا گیا سب غلط اور اسلامی فقہ کے ضابطہ کے خلاف ہے نہ اس پر اعتقاد درست ہے نہ عمل صحیح نہ وہ اسلامی فقہ کے مطابق ہے نہ علم و ادب اور تحقیق کے موافق ہے۔ خدا حافظ صاحب زید مجدہٗ کو معاف فرمائے۔ انہوں نے اظہار عقیدت و محبّت کے سلسلہ میں جو کافی کلفت اٹھائی قابل داد ہے۔

بہرحال اخوت ایمانی دینی برادری کے باوجود اور بلا تفاخر اسلامی فقہی ملی دستور اور تحقیقی ضابطہ کے تحت غیر سیّد سیّد خاندان میں بنا بر عدم کفایت نکاح نہیں کر سکتا۔ اور یہ کتاب و سنّت اور اسلامی فقہ کا اعلیٰ تحقیقی حکم ادب ہے اور یہ کچھ سادات کے لئے ہی خاص حکم نہیں بلکہ تمام ملی برادری کی اقوام و انساب کے لئے یہی حکم ضابطہ ہے اور اسلامی فقہ کا یہ مبارک ضابطہ سالہا سال کے تجربہ و تحقیق پر فقہائے عرب و عجم کا مختار و ماخوذ حکم ہے اور قطعی فیصلہ ہے۔ جس سے انواع و اقسام

کے فتنوں اور فسادات کا سدِباب کیا گیا ہے۔

اب عام و خاص برادرانِ ملت و دین شاید یہ معلوم کرنا چاہیں کہ غیر سید اور سید خاندان میں عدم کفائیۃ کے شرعی وجوہ اور خصائص و فضائل آخر کیا ہیں کہ قابل قدر حافظ ریاض صاحب نے اپنے پہلے مضمون پر ۱۷ اکتوبر پر اعتراض کے جواب کے شروع میں سادات کرام کی نسبی فضیلت کا اس مہارت سے اشارہ بھی فرمایا کہ اقراری نمائی و انکاری کنی کہا جائے سادات کرام کو جو نسبی فضیلت حاصل ہے اس سے کسی مسلمان کو جرات انکار نہیں۔ کیا خوب فرمایا یعنی جو مسلمان ہے اسے اس سے جرأت انکار نہیں جسے اس سے جرات انکار ہے وہ مسلمان نہیں۔ ۱۹ ستمبر ۱۹۷۹ء ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۹ء، ۱۶ جنوری ۸۰ء کے نشریہ مضمون اگر جرأت انکار ہی ہے تو ناشر کا اسلام خطرے میں ہے۔ اور یہ جرأت انکار نہیں فضیلت حاصل ہے تو غیر سید سید خاندان کا کفو کیسے ہو گیا۔ جرأت انکار کے اقرار سے تو اسلام اور انکار سے یہ فتویٰ قائم نہیں رہتا۔

اب سادات کرام کی وہ نسبی فضیلت جسے عزیز القدر حافظ صاحب نے اقرار و انکار کی دھوپ چھاؤں کے صیغۂ راز میں ہمیشہ کے لئے دفن فرمایا تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری۔ اس نام بردہ دفن کردہ فضیلت کا سراغ لگائیں۔

سو مخفی نہ رہے کہ جس خالقِ کائنات حلیم و حکیم نے انسانوں کو ایک پدر و مادر آدم و حوّا سے مخلوق فرمایا اور انما المومنون اخوۃ سے بھائی بھائی بنایا تو اس نے وجعلنکم شعوبا وقبائل لتعارفوا کے فرمان سے بنی آدم و حوا کو قوموں خاندانوں والا بھی خود بنانے کا ارشاد فرمایا اور اسے مقصد شرع بتایا کہ یہ قوموں اور خاندانوں کا تعارف برقرار رکھو۔

قوم سادات کو جو نسبی جدی فضیلت حاصل ہے وہ یہ ہے کہ:-

جد سادات سید العالمین[1] ہے۔ سید[2] الانبیاء والمرسلین ہے۔ سید[3] الاولین والآخرین ہے۔ سید[4] السادات ہے۔ رحمۃ[5] للعالمین ہے۔ شفیع[6] الوریٰ ہے۔ شفیع[7] المذنبین ہے۔ صاحب[9] مقام محمود۔ صاحب[10] وسیلہ۔ صاحب[11] فضل عظیم اتقی[12] ولد آدم۔ اکرم[13] العالمین۔ اعلم[14] العالمین۔ صاحب[15] کوثر جد[16] سادات۔ جد[17] الحسنین ہے۔ امام[18] القبلتین۔ صاحب[19] میثاق النبیین۔ ناطق[20] بالوحی۔ جس کی رضا[21] پر قبلہ ہوا۔ واقع بعضہم[22] درجت جس کی شان میں ہے لعلک[23] ترضیٰ۔ وللآخرۃ خیر[24] لک من الاولیٰ ولسوف یعطیک[25] ربک فترضیٰ صاحب[26] معراج جسمانی و روحانی۔ صاحب[27] رویت کلام۔ جس کی حیات[28] کلام[29] قدم گاہ[30] کی قسم ہوئی۔ انا ارسلنک شاھدا[31] ومبشرا[32] ونذیرا[33]۔ جس کی تعزیر[34] و توقیر علی الاطلاق مشروع ہے۔ جس کی ہتک[35] ایذا علی الاطلاق غیر مشروع ہے۔ جس کا شجرہ[36] امت مسلمہ ہے۔ جس کے شجرہ میں کفر[37] شرک سفاح[38] تک نہیں۔ جس کا شجرہ خیار[39] سے خیار میں ہے۔ اس کے نام کا کلمہ ہونا اس پر قرآن نزول ہونا جو معلم و مقصود کائنات ہے کہ جس پر اللہ اور اللہ کے فرشتے صلوٰۃ وسلام بھیجیں اور تمام اہل ایمان کو ان پر اور ان کی آل پر درود و سلام کا حکم ہوا۔

قوم سادات کی ذاتی شخصی فضیلت یہ ہے کہ

سادات ہی شرعاً اولادِ رسول ہیں اولادِ سید العالمین و فردِ ثقلین ہوجانا اور ان کی اس سیادت و شرافت کا مسائل کفائۃ میں اعتباراً مشروع ہونا۔ جد سادات کے نام کا کلمہ مشروع ہونا جس کے پڑھنے سے کفر سے نکل کر دین و ایمان میں داخلہ نصیب ہوتا ہے۔ سید العالمین سے نسب سادات کا دنیا اور آخرت میں موصول و نافع ہونا۔ آیت تطہیر کا مورد ہونا۔ سادات کی جد کا معلم و مقصود کائنات ہونا۔ سادات کی جد کا شارع صاحب شریعت ہونا۔ سادات کی جد پر اس قرآن حکیم کا نازل ہونا جس سے پہلے دین اور کتابیں منسوخ ٹھہرے سادات کا شرعاً جزو رسول ہونا۔ سادات اولادِ رسول کی ہتک و ایذا استخفاف کا شرعاً رسول اللہ کی ہتک و ایذا ہوکر ناروا ہونا۔ سادات کا آلِ محمدؐ و آلِ رسولؐ ہوکر ذاتِ مصطفےٰؐ کا حکم رکھنا ان پر درود کا حکم و معمول ہونا۔

سادات کرام کے یہ مذکورہ بالا جدی خصائص و فضائل ہی وہ نسبی فضیلت ہے جو شرعاً ان کو حاصل ہے۔ جس سے کسی مسلمان کو جرأت انکار نہ ہونا جناب حافظ ریاض احمد صاحب زید مجدہٗ نے تذکرۃً لکھا۔ اور ساتھ ہی اسے محض جذبات نسلی گروہی یا آبائی تعصبات کہہ کر اس سے صاف انحراف انکار اختیار کر کے پھر ۱۹؍ ستمبر کا وہی باطل فتویٰ و مضمون ۱۷؍ اکتوبر کو دوبارہ نشر کرنے میں اپنے علم و تقویٰ کی ذمہ داری تصور فرمائی محبت و احترام اہلبیت کے دعویٰ و اظہار کے باوجود نہ حدیث ثقلین میں تین بار اہلبیت کے حق میں اللہ کی یاد دہانی نے ان کا قلم پکڑا نہ رسول اللہ کے آخری الفاظ اخلفونی فی اھل بیتی انہیں تھام سکے۔ محبت رسولؐ کے دعویٰ کے ساتھ رسول خدا کا یہ فرمان بھی ان کے دھیان میں نہ آیا من اذی شعرۃً منی فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ۔ جس نے میرے بال کو ایذا دی تو اس نے مجھے ایذا پہنچائی اور میرا ایذا اللہ کا ایذا ہے۔ یہ بے اصل فتویٰ تو نہ صرف بال بلکہ پوری آل اولاد کے قتل و غارت سے کم ایذا نہیں۔ افسوس کہ آل اولاد کے اس ایذا رساں بے بنیاد فتویٰ میں قرآن پاک کا یہ جملہ بھی یاد نہ آیا ــــ ماکان لکم ان توذوا رسول اللہ ــــ تمہیں رسول اللہ کا ایذا دینا حلال نہیں۔

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جس دین اسلام میں کفائۃ کو محل نکاح اور شرط قرار دیا ہے اسی میں جد سادات کی چالیس خصوصی فضیلتیں غیر سید کی جد میں نہیں۔ اور سادات کرام کی دس خصوصی فضیلتیں کسی غیر سید میں نہیں۔ لہٰذا کوئی غیر سید سید خاندان کے برابر و کفو شرعاً نہیں اور غیر کفو سے اسلامی فقہ کی آخری تحقیقی روایت مفتی بہا مختار الفتویٰ لبطلانہ بلا کفو عرب و عجم میں فتویٰ ہے۔ دوسری روایت مرجوح ہو کر منسوخ ٹھہری۔ اس پر حکم یا فتویٰ خلاف الاجماع ہے جیسا کہ رد المختار فتاویٰ شامی میں تصریح ہے۔ الحکم والفتیا بما ھو مرجوح خلاف الاجماع

پس غیر سید اسلامی اخوت و برادری کے باوجود سید خاندان سے بلا تفاخر و استخفاف برابر و کفو نہیں۔ اور غیر کفو سے نکاح شرعاً اسلامی فقہ میں باطل اصلاً

غیر منعقد ہے۔ روزنامہ جنگ پنڈی میں بار بار جو اس کے خلاف نشر ہوا ہے سب باطل مذہباً مردود ہے اس پر اعتقاد و عمل جائز نہیں۔ اس کی اغلاط کا جائزہ حسب ذیل ہے۔

(۱) غیر سیّد کے سیّد خاندان میں نکاح کا سوال ہوا۔ جس کا صحیح جواب اسلامی فقہ میں اعلیٰ تحقیقی یہ ہے کہ غیر سید اور سید خاندان ہی سے ظاہر ہے کہ باوجود ایمانی اخوت دینی برادری یہ باہم برابر نہیں۔ برابری نہ ہو تو کفائۃ نہیں اور اسلامی فقہ حنفی کی مفتی بہا مختار للفتوی روایت بطلانہ بلا کفو ہے۔ لہٰذا بلا تفاخر و استخفاف غیر سید کا سید خاندان میں نکاح اصلاً باطل اساساً غیر منعقد ہے۔ چنانچہ درمختار میں ہے۔ ولیفتی فی غیر الکفو لعدم جوازہ اصلاً وھو المختار للفتوی لفساد الزمان۔

(۲) ۱۹ ستمبر ۱۹۷۹ء اور ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۹ اور ۷ اکتوبر ۱۹۸۰ء جناب حافظ صاحب کا نشریہ غلط اور مذہباً باطل ہے فتوی گمراہ کن غلط فہمی پر مشتمل ہے کہ پارہ ۲۶ حجرات کی آیت کا ایک ٹکڑا ان اکرمکم عند اللہ اتقکم کو یوں نقل کیا گیا جیسا غیر سید کو سید خاندان سے برابر و ہمکفو بنانے ہی کو یہ خواہ مخواہ حافظ صاحب کے حافظہ میں اتری ہو معاذ اللہ ایسا ہرگز نہیں۔ قرآن ضابطۂ کائنات ہے۔ جدّ سادات پر نازل ہوا۔ اس کا مطلب بیان کرنا اسی کی شان ہے جس پر وہ اترا، لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ معلم و مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اتقاکم واعلمکم باللہ انا تم سب سے زیادہ تقوی اور علم والا بخدا میں ہوں۔ (بخاری) فانا اتقی ولد آدم واکرمھم علی اللہ ولا فخر۔ سو تمام بنی آدم سے اتقا و اکرم اللہ کے حضور میں ہوں۔ یہ حقیقت ہے فخریہ نہیں (تفسیر درمنثور زیر آیت تطہیر) سو اس کا تعلق تو جدّ سادات سے ہے نہ کسی غیر سیّد سے خدا معاف فرمائے بے سمجھے اس کا حوالہ دیا گیا۔

(۳) اس مسئلہ کفائۃ و ولایت کا مدار جس حدیث پر ہے ۱۹ ستمبر ۱۹۷۹ء کے نشریہ میں اس کی صحت کے منکر ہی علماء کا سہارا اختیار کیا گیا ہے مگر اہل علم و تعلیم و ہدایت کا سہارا لینے کو ہدایہ کفایہ درایہ عنایہ فتح القدیر وغیرہم سے کوئی نگاہ عنایت میں نہ آیا۔ جنہوں نے کتاب و سنت پر باب اولیاء و اکفاء کو موسس بتایا اور علماء تو فرماتے ہیں فقہ کے اصل سنت و آثار اور اس کی اصل کتاب اللہ ہے جس میں ہے وجعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا کیا اس سے بھی انکار والوں کو تلاش کر کے انکا بھی سہارا لیا جا سکتا ہے حاشا و کلاّ۔ اسلامی فقہ کے باب اولیا و اکفا کا مدار نصوص کتاب و سنّت و آثار سے جسارت انکار اسلامی جسارت نہیں۔ خدا بچائے ہمیں اور ہمارے برادران دین و ایمان کو! آمین

(۴) ۱۹ ستمبر کے نشریہ میں ولایت کفایت کے سلسلے میں ثبوت دلیل و نص کا انکار فرمایا ہے۔ یہ اسلامی فقہ اور فقہا کرام سے منہ چڑھانا اور مکابرہ ہے محقق علی الاطلاق صاحب فتح القدیر عالیجناب حافظ صاحب کے ہاں کچھ وقعت رکھتے ہوں تو فتح القدیر میں ہے فاثبات ولایۃ الاب بالنص لعلۃ احواز الکفو باپ کو جو ولایت نص سے ثابت ہوئی احواز کفو کی علت ہی پر مبنی ہے۔

(۵) ۱۹ ستمبر ۱۹۷۹ء جنگ پنڈی کے غلط نشریئے میں حضرت حافظ صاحب نے بکمال جسارت نشر کیا البتہ شیعہ حضرات کے ہاں سیّد زادی کا نکاح غیر سیّد سے حرام ہے۔ مگر ۷ اکتوبر ۱۹۷۹ء روزنامہ جنگ راولپنڈی میں اعتراض کے جواب میں اپنی حمایت زعم فرما کر شیعہ فقہ کے متبحر علماء سے جو حوالہ جات نشر فرمائے۔ انمیں حافظ صاحب کے نشریئے کا ابطال و تکذیب ہے۔ فیصلہ خود ان پر یا ناظرین پر ہے کہ اسلامی اور عالمانہ بیان و نشریہ کس کا ہے اور کفری اور جاہلانہ کس کا ہے۔ بہر حال اگر سوء ادب نہ ہو تو یہ فتوٰی اور مضمون محض باطل دل آزار ہونے کے علاوہ انتہائی بے تحقیق بھی ہے۔

(۶) یونہی عالیجناب حافظ ریاض فکر و تحقیق سے بے نیاز ہو کر ۱۹ ستمبر ۱۹۷۹ء روزنامہ جنگ راولپنڈی میں انتہائی جسارت سے نشر کر دیا۔ عجمی خواہ عالم ہو عربی عورت کا کفو نہیں ہے نیازی کے بالاخانے پر اس خیال کی ہوا نہ لگی کہ کفائت کے سلسلے میں جب کوئی نص قطعی نہیں۔ اسی نشریئے میں ہم نشر کر رہے ہیں تو یہ کس بنا پر نقل فرما رہے ہیں۔ اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی۔ بے ادبی معاف، یادش بخیر جد سادات سید العالمین رحمۃ للعالمین ہی معلم و مقصود کائنات ہیں۔ اپنی زبان وحی ترجمان سے فرمایا ان اللہ اختار خلقه فاختارهم بنی آدم ثم اختارهم بنی آدم فاختار منهم العرب ثم اختار العرب فاختار منهم قریشا ثم اختار قریشا فاختار منهم بنی هاشم ثم اختار بنی هاشم فاختارنی منهم فلم ازل خیارا من خیار الا و من احب العرب فبحبی

احبهم و من ابغض العرب فببغضی ابغضهم (رواہ طبرانی عن ابن عمرؓ شفا) اللہ نے مخلوق کا چناؤ کیا بنی آدم باقی خلق سے چنا پھر بنی آدم سے عرب کو چنا۔ پھر عرب سے قریش کو چنا پھر قریش سے بنی ہاشم کو چنا پھر بنی ہاشم سے (ایک روایت میں بنی عبد المطلب کو اور بنی عبد المطلب سے) مجھکو چنا تو میرا (شجرہ) ہمیشہ خیار سے خیار میں رہا۔ آگاہ رہو جو عرب کو محبوب جانے تو میری محبت ہی سے انہیں محبوب جانے گا اور ان سے بغض رکھے تو میرے بغض سے ان کو مبغوض جانے گا۔

صحیح مسلم و ترمذی میں واثلہؓ سے مروی ہے کہ معلم و مقصود کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وصحبہ وسلم نے فرمایا ان اللہ اصطفی کنانة من ولد اسماعیل واصطفی قریشاً من کنانة واصطفی من قریش بنی هاشم واصطفانی من بنی هاشم۔ اللہ نے کنانہ کو بنی اسماعیل سے چنا اور کنانہ سے قریش کو چنا اور قریش سے بنی ہاشم کو چنا اور بنی ہاشم سے مجھکو چنا۔

صواعق محرقہ طبع مصر صـ ۱۱۲ سیدة النساء العالمین بنت سید العالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں روایت ہے معلم و مقصود کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کل بنی انثی ینتمون الی عصبتهم الا ولد فاطمة فانی انا ولیهم وانا عصبتهم وانا ابوهم (رواہ طبرانی عن فاطمہؓ صواعق)، ہر ماں کا فرزند شجرہ میں پدری خاندان سے منسوب ہوتا ہے سوا اولاد فاطمہؓ کے کہ میں ہی ان کے شجرہ کا والی ہوں اور مجھی سے ان کا شجرہ نسب ہے اور میں ہی ان کا والد ہوں۔ اس نص صریح سے معلوم

ہوا کہ سادات بنی فاطمہ سید العالمین معلم و مقصود کائنات کی اولاد ہیں اور تمام اقوام بنی آدم اور انساب بشری سے افضل و اشرف ہیں۔ دنیائے اسلام میں بلاد عرب و عجم کی کوئی قوم کوئی خاندان باوجود اخوت ایمانی برادری دینی کے بلا تفاخر و استخفاف ان کے ساتھ برابری کفائت نہیں رکھتا۔ یہ چھٹے درجہ والے ہیں۔ پانچویں درجہ میں علوی کا کفو نہیں۔ چوتھے درجہ مطلبی کا کفو نہیں تیسرے درجہ ہاشمی کا کفو نہیں دوسرے درجہ قریشی کا کفو نہیں تو عربیہ کا کفو کیسے عجمی ہو؟ تو آپنے کس بے خبری میں اسے نقل کر کے اصل مدعا کو نہ خیال کیا۔ سید العالمین کی ملکی نسبت دار کا عجمی کفو نہیں چاہے عالم بادشاہ ہو تو سید کا کب ہوگا۔ انہی نصوص کی بناپر عرب و عجم سے اور قریش عرب اور بنی ہاشم قریش سے بنی مطلب بنی ہاشم سے اور علوی ان سے اور سید اولادِ رسول ص بنی فاطمہ ان سب سے افضل رکھا جاتا ہے۔ انساب اقوام کا مدار یہی نصوص ہیں۔ ۱۹ ستمبر کے نشریہ میں بے تکلفی سے کوئی نص قطعی مروی نہیں کہہ کر اعتبار کفائۃ کا حساب ہی چکا دیا گیا ہے۔

(۷) ۱۹ ستمبر کے باطل فتویٰ کے مضمون میں جناب حافظ صاحب نے بڑی جسارت سے بے باک نشر فرمایا۔ اس سلسلہ میں صحیح مرفوع حدیث کی روایت کسی محدث کی کتاب میں نہیں ملتی مگر ینابیع شرف المؤبد آل محمد صد ۳۹ بیروت احادیث صحیحہ و نصوص صریحہ کا تصریحاً فرماتے ہیں پر دلالت کرتی ہیں کہ اہلبیت سب نسباً افضل و حسباً اعلیٰ ہیں اور کوئی غیر ان کا کفو نہیں:

نہایت مودبانہ کہنے دیجئے کہ کائنات انکار کا سارا شجرہ علم و نسب مشہور ہو کر بھی یہ کہنے کہ ہمت نہ رکھے (۱) صحیح مسلم اور صواعق محرقہ محدث کی کتاب نہیں (۲) نہ یہ کہ یہ روایت صحیح نہیں (۳) نہ یہ کہ روایت مرفوع نہیں (۴) نہ یہ کہ یہ کتابیں اہل سنت کی نہیں (۵) نہ یہ کہ یہ دونوں کتابیں حجت و سند نہیں (۶) نہ یہ کہ یہ کتابیں مشہور و معروف نہیں (۷) نہ یہ کہ ان ہر دو روایت صحیح مرفوع سے ثابت مضمون دین ایمان والوں کے لئے اعتقاد و عمل کے لائق نہیں (۸) نہ یہ کہ اس مضمون کے اعتقاد و عمل کے لائق ہونے سے کسی محقق فقیہہ امام مجتہد نے انکار کیا ہے (۹) نہ یہ کہ ہر دو روایت حدیث کے حجت و سند ہونے میں کسی کو کلام ہے۔ (۱۰) نہ یہ کہ ہر دو کتابوں کے مصنف مشہور امام نہیں۔ صحیح مرفوع حدیث کی روایت کسی محدث کی کتاب میں نہیں ملتی اور کوئی نص قطعی مروی نہیں لکھ کر نشر کر دینا کافی بے بنیاد جسارت نہیں تو کیا ہے۔

ع خدا نہ کرے آنکھ پر پٹی تو کالی رات ساری کائنات

روزنامہ جنگ میں نص کے وجود اور روایت کے ملنے سے انکار کی مشق بار بار علم و ادب بصیرت دیانت اور تقویٰ اور مطالعہ کا کسقدر ثبوت فراہم کرتی ہے ایسے مایہ ناز افراد سے قوم محروم نہ ہو ورنہ ہر بدھ کی الجھن کیسے شدھ ہوگی۔

(۸) حضرت حافظ ریاض زید ہمتہ" فتویٰ کا بالا خانہ تحقیق احتیاط سے بلند و بے نیاز پایا گیا ہے۔ ۱۹ ستمبر

کے اس بے احتیاط نشریے میں آپ لکھتے ہیں بلکہ فتویٰ مہریہ میں تو اس قسم کے نکاح کو باطل قرار دیا گیا ہے۔ آگے بریلوی دیوبندی علماء کا ذکر کر کے لکھا ہے کہ ان کے نزدیک یہ تفریق علی الاطلاق صحیح نہیں۔

کچھ ناظرین ۱۹ ستمبر ۱۹۷۹ء روزنامہ جنگ راولپنڈی میں تحریر اسلامی فقہ کی سرخی کے تحت یہ بے احتیاط درسے اصل فتویٰ کا مضمون پڑھ کر اس غلط فہمی میں مبتلا ہوتے ہوں گے کہ جب فتاوی مہریہ کا اس قسم کے نکاح کو باطل قرار دینا صحیح نہیں تو فتاوی کی عظمت وصحت کو بھی دھچکا لگا اور حالانکہ فتاوی مبارکہ کی شان کے خلاف ہے سو غلط فہمی کا ازالہ ضروری ہے۔ فتاوی مہریہ مبارکہ میں جو ہے وہ اسلامی فقہ کے عین مطابق ہے۔ بعض لوگوں کو ملت کے ان تمام احکام ومسائل سے انحراف واختلاف کا عارضہ درپیش رہتا ہے جس میں معلم ومقصود کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا نمایاں احترام وادب خالق کائنات نے رکھا ہے۔ یہ ایک تاریخی علمی حقیقت جسے ملحوظ رکھنے میں اختلافیات کے حل کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے تمام ابنائے جنس کو اس عارضہ سے بچائے۔ آمین۔ عزیز القدر حافظ ریاض صاحب نے فتاوی مہریہ پر اس بے بنیاد الزام تراشی میں بھی بڑی جسارت سے بے احتیاطی برتی ہے۔ بے نیازی کے بالا خانے سے ۱۲۵ برس کے فاصلے کی چھلانگ لگادی۔ اس پیرانہ سالی میں اتنی بڑی چھلانگ پر حافظ صاحب اگر ہو تو ستارہ جرأت پانے کے مستحق ہیں۔ اوپر لکھا جا چکا کہ غیر سید سید خاندان کا ہمکفو نہیں اور

اور غیر کفو سے نکاح باطل ہے۔ یہی اسلامی فقہ حنفی کا حکم یہ آخری فیصلہ ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے آخری شاگرد امام حسن بن زیاد سے مروی ہے روی الحسن عن الامام بطلانہ بلا کفوء (کتب فقہ وفتاوی) دنیائے اسلام عرب وعجم میں اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ در مختار میں یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتوی لفساد الزمان۔ اس غیر کفو سے نکاح کو باطل تو مذہب حنفی کے امام نے قرار دیا جن کی وفات سنہ ۱۵۰ھ میں ہے اور غیر کفو کا نکاح ۱۲۵۰ برس سے باطل ہے۔ حافظ نے اسے فتاوی مہریہ پر چسپاں کرنے میں ۱۲۵۰ برس کی چھلانگ لگادی اور بریلوی دیوبندی علماء کو پیچ بنا کر یہ تفریق علی الاطلاق صحیح نہیں کہا بھی اسی طرح بڑی بے بنیاد جسارت کا اتہام ہے۔ فقاہت سلامت بے ادبی معاف انہیں کہنے دیجئے اگلے پچھلے اکٹھے ہو کر لائے ملک بھر سے ایک بریلوی دیوبندی عالم جس نے مذہب حنفی سنی کی روایت مفتی بہا مختار للفتوی بطلانہ بلا کفو کے حق کہا یا لکھا ہو کہ یہ صحیح نہیں اور ایسا کرے حنفی سنی بھی ہو! تعللوا فادعوا من استطعتم ان کنتم صادقین۔ تمام علماء نے مسلسل اپنے فتووں میں اس اجماعی فیصلہ کو برقرار رکھا ہے اور متواتر نقل کیا ہے۔ دیکھو تمام علماء بریلی ودیوبند وغیرہ کے فتاوے، مگر حافظ ریاض سب سے بے نیاز ہو کر اس فقہی اجماعی فیصلہ کی تغلیط وتکذیب کے شوق کی طغیانی میں اعدار وتقلید وہابیہ کو مقدمین کی پگڑی پہنا کر مذہب مہذب حنفی کے اعلیٰ تحقیقی مسائل و احکام کے مدار مرویات کے حق متکلم فیہ احادیث اور ضعیف

رواۃ کی مرویات کی بنا پر حرمت وحلت کا حکم عند المحدثین صحیح نہیں ہے۔ یہ جسارت پورے مذہب حنفی پر کی گئی ہے۔ جو لائق اعتقاد تو کیا لائق اعتماد و عمل نہیں۔

ظاہر الروایت پر مبنی اقوال و نقول کا سہارا لے لیکر ۱۹ ستمبر ۱۹۷۹ء روزنامہ جنگ راولپنڈی میں جو وہ انکار مذہب کے برابر ہے اور مذہب کے ساتھ دشمنی سے کم نہیں۔ فقہ اسلامی کے اصول پر نادر روایت مختار ماخوذ مشائخ ہو جانے پر ترجیح صریح پاتی ہے اور ظاہر روایت مرجوح ہو جاتی ہے اور یہاں ایسا ہی ہوا ہے اور ظاہر روایت سے سند لے کر فتویٰ وحکم اور قضا ایسا نار دا کام ہے کہ فتاوی رد المحتار شامی میں ہے $\frac{۲}{۳۴۸}$ الحکم والفتیا بما ھو مرجوح خلاف الاجماع ۔ پس ۱۹ ستمبر ۱۹۷۹ء ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۹ء اور ۱۶ جنوری ۱۹۸۰ء روزنامہ جنگ راولپنڈی میں اسلامی فقہ کے عنوان سے جو کچھ لکھا گیا اس بارے سراسر باطل اور مردود مذہب سے جہالت پر مبنی ہے۔

(۹) حافظ ریاض اشرفی صاحب دیوبندی نے لوگوں کے بہکانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی علماء بریلی کے اعلیٰحضرت کی بھی اسی طرح بے محل نقول سے کام لینا چاہا تو ۱۶ جنوری ۱۹۸۰ء کے پرچے میں ان کے القاب لکھ کر کہا اور یہ ان کا جائز حق بھی ہے۔ پہلے یہ کہ اگر واقعی ایسا ہے تو ان کی ایک عرب و عجم کے علماء و مشائخ کی مصدقہ کتاب حسام الحرمین شریف کے اجماعی مضمون کے اعتبار سے جس میں انہوں نے دلائل کتاب و سنت و فقہ سے اللہ رسول کے بے ادبوں گستاخوں کے حق یہ فتویٰ ثبت فرمایا اور سب علماء سے تصدیق کرا دی کہ ان کے بارے فرد کا حکم یہ ہے کہ جو ایسا ارتکاب کرے یا اس کی حمایت و تائید کرے یا اس کے کفر ارتداد میں تردد و توقف کرے کافر ہے اور اس میں شک نہیں کیا اس میں ان کی تصدیق و تائید بھی ان کا جائز حق ہے یا تومنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض کا مظاہرہ کیا جائے گا!

اعلیٰحضرت نے سارے لکھے کا اور سب لکھنے والوں کا حزم و احتیاط سے نتیجہ و خلاصہ لکھدیا وہ بس ہے۔ فتاوی رضویہ کتاب النکاح باب الکفائۃ طبع بریلی ص ۱۱۷ فان المدار علی وجود العار فی عرف الامصار کما صرح بہ العلماء الکبار ۔ مدار مسئلہ وجود عار پر حسب عرف امصار و بلاد جیسا کہ علماء کبار نے تصریح کر دی ہے پھر فتح قدیر کی تصریح پیش کی الموجب ھو استنقاص اھل العرف فید ور معہ ادھر عدم کفائۃ کا مدار عرف پر ہے۔ عرف میں موجب عار ننگ ہے تو کفائۃ نہیں۔ اب روایت مفتی بہا مختار للفتویٰ کہ نکاح باطل ہے۔ یونہی رد المحتار کا حوالہ دیا۔ پس عرب و عجم کے بلاد و امصار میں سیدہ سے غیر سید کے نکاح کا تصور ذکر بھی سادات غیر سادات کے نزدیک موجب عار و استنقاص و ننگ ہے۔ جہاں اور جب تک یہ ہے وہی حکم عدم کفائۃ لبطلان بلا کفو نکاح باطل ہونے کا ہوگا۔

رہا علم سے نسب کے نقص کا جبر ہونا سو نسب رسول اللہ کے سوا دوسرے انساب میں تو متصور ہے مگر غیر سید جسے نسب رسول کا فضل حاصل نہیں اس نقص کا جبر علم کی فضیلت سے بھی نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ امام العلماء امام غزالیؒ نے وجیز ۲/۴ طبع غوریہ میں تصریح صریح کی ہے ولا

یجبر فضیلت نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بفضیلۃ اخری وما دری ذلک فقد تقتضی العادۃ
بجبر نقیصۃ بفضیلۃ بحیث ینتفی العار جس میں
نسب رسول ﷺ کی فضیلت کا نقص ہو وہ علم وغیرہ کسی اور
فضیلت سے پورا نہیں کیا جاسکتا اور ایک نسب رسول ﷺ
کی فضیلت کے سوا بتقاضائے عادت ہر فضیلت کا نقصان اور
فضیلت سے ہو سکتا ہے۔ اس طرح کہ عار منتفی ہو کر برابری
کا حکم حاصل ہو جائے اور خود اعلیٰحضرت فاضل بریلویؒ سے
اس کی تصدیق ثابت ہے۔ فتاوی رضویہ ۲/۶۶۵ مطبع
اہلسنت وجماعت بریلی فتح القدیر امام محقق علی الاطلاق
ومنسک متوسط وفتاوی عالمگیریہ وغیرہ میں ہے۔ کل
ما کان ادخل من الادب والاجلال کان حسنا:
جس امر میں معلم ومقصود کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ
وسلم کے ادب واجلال کو زیادہ دخل ہو وہ حسن ہے،
چاہیے اس کی نقل وسند نہیں ملے یا نہ ملے کہ عموم واطلاق
امر وتعزروہ وتوقروہ میں ہر امر تعظیم وتوقیر قطعاً داخل
ہے۔ کسی اور نقل ودلیل وسند کی حاجت نہیں۔ اس
سے زائد اور کیا سند ودلیل ہو سکتی ہے اور نص فقہی
العجمی لا یکون کفوا للعربیۃ مطلقاً کی اصل
بھی یہی ہے۔ اور فتح القدیر میں ہے اصح یہ ہے کہ عالم
اور بادشاہ عربیہ کا کفو نہیں۔ وینابیع الاقوال جب
عربیہ کا کفو نہیں تو قرشیہ ہاشمیہ مطلبیہ علویہ کا کیونکر ہو
ان سے اوپر سیدہ فاطمیہ کا تو ممکن ہی نہیں۔ ف:
عربیہ سے اوپر قرشیہ ہے اس سے اوپر ہاشمیہ اس سے
اوپر مطلبیہ اس سے اوپر علویہ غیر فاطمیہ ان سب سے اوپر
اولاد رسول ﷺ سیدہ فاطمیہ حسنیہ حسینیہ ہے۔

اسی بنا پر جامع الرموز کتاب النکاح ص ۲۰۵ میں
ہے: لیس العجم ولا العرب کفوا للعلویۃ وھو الاصح
کما فی المضمرات: جب علویہ کا کفو کوئی عجمی عربی غیر
سید نہیں تو سیدہ کا کوئی غیر سید عجمی عربی کیسے ہو سکتا ہے:

(۱۰) ۱۹، ستمبر ۱۹۷۹ء روزنامہ جنگ راولپنڈی میں
زیر عنوان اسلامی فقہ حافظ ریاض احمد اشرفی صاحب نے
اس سراپا غلط فتوئی کے ضمن میں یہ دسواں الہامی علمی کمال نشر
فرمایا: البتہ شیعہ حضرات کے ہاں سید زادی کا نکاح غیر سید
سے حرام ہے۔ ۱۷، اکتوبر ۱۹۷۹ء کے پرچہ میں اعتراض کے
جواب میں اپنے بے حد کرم فرما شیعہ فقہ کے متبحر عالم سے اپنی
حمایت وتائید جان کر تردید بھی نشر کی۔ اب بار سوم ۱۶،
جنوری ۱۹۸۰ء اس غلط فتوئی کی تیسری مشق فرمائی۔ اس
میں ہے "لیکن شیعہ اکابر محدثین ومجتہدین کی کتب سے یہ بات
کہیں بھی ظاہر نہیں ہوتی کہ ان کے ہاں یہ بات مسلم ہو کہ سید
زادی کا نکاح بجز سید زادے کے دوسرے کسی بھی مومن
سے حرام ہے اور سید زادی کا کفو صرف سید زادہ ہی ہو سکتا
ہے دوسرا کوئی نہیں"۔ فیصلہ ناظرین پر ہے کہ حافظ صاحب
اسلامی فقہ کے سچے عالم ہیں یا ان کے شیعہ حضرات اور کفری
فقہ کے جھوٹے عالم کون ہیں کہ دونوں نے ایک دوسرے
کے خلاف صریح کہہ کر ایک دوسرے کی خوب تکذیب فرمائی
ہے۔ حافظ صاحب نے امام تسلیم کر کے صاحب کافی کے
علم واعتقاد کے درجہ کی بلندی کی دعا کا شرف حاصل کیا اور
کافی کو اسم باسمٰی حاصل ہونے کا اقرار نامہ نشر کیا۔ شاید
جس کتاب کے یہ حافظ ہیں اس کے حق ان کے امام کے

عقیدت کا حال یہ ہے: کان یعتقد التحریف والنقصان (تفسیر صافی مقدمہ سادسہ) میں ہے لانہ روی روایات فی ھذا المعنی فی کتابہ الکافی ولم یتعرض لقدح فیھا: جناب کلینی نے اپنی کتاب کافی میں قرآن میں تحریف و نقصان کے اعتقاد پر بہتری روایات ذکر کر کے رد وقدح نہ کیا۔ بسلم لکھا اسلامی فقہ میں وہ عظیم ذخیرہ بھی تھا جو حافظ کے غلط فتوٰی کے رد میں پیش کیا گیا۔ مگر حافظ صاحب نے محض اس لئے وہ اختیار نہ کیا کہ وہ معلم و مقصودِ کائنات اور آپ کی آل اولاد سادات کرام کے ادب و احترام کا موجب ہے۔ اور اعلی تحقیق علمی ادبی فقہی کا سرمایہ ہے۔ اس سے بچ کر بکمال تفحص و تلاش متروک و منسوخ ظاہر روایت پر مبنی تفقہات و ظنیات مشائخ و علماء کی نقول کا سہارا لے کر بے ادبی اور فساد میں مبتلا کرنے کا سامان کیا اور مذہب کا وہ راستہ جو فساد و فتنہ سے بچانے کو تھا ہرگز اختیار نہ کیا وہ یہ ہے کہ ویفتی [illegible] بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار للفتوٰی لفساد الزمان (ردمختار) حق ہے فرمان خداوندی وان یروا سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلا وان یروا سبیل الغی یتخذوہ سبیلا: ہدایت ادب کی راہ دیکھ کر بھی نہ لیں گمراہی بے ادبی کی راہ جہاں ملے اسے لے لیں۔ اللہ بچائے آمین:

اسلامی فقہ کے دلائل حقہ ایمانیہ کے تحت فقہائے کرام نے جو اصولی نصوص وضوابط ذکر فرمائے پچھلے علماء و مشائخ نے انہی کی روشنی میں تصریحات سے راہنمائی کی احناف کرام کا روشن پاک مسلک نوادر امام حسن بن زیاد میں قول امام اعظم ابوحنیفہ رح بطلانہ بلا کفوء مفتی بہ مختار للفتوی عرب و عجم میں ہے اور بنا مدار و موجب عدم کفائتہ عار و استنقاص کا اہل عرف میں پایا جانا ہے۔ فان الموجب ھو استنقاص اھل العرف فیدور معہ (شامی۔ عالمگیری۔ فتح القدیر۔ رضویہ وغیرہا)

فمن عرف المدار عرف ان الحکم علیہ یدار (رضویہ) عرب و عجم کے سادات غیر سادات کے نزدیک غیر سید کا سید خاندان میں نکاح کا تصور و ذکر بھی موجب عار و استنقاص و ہتک ہے جو کسی مسلک مسالک اسلامیہ سے اور کسی کتاب میں کتب شمادیہ میں سے جائز اور روا نہیں اور جو دشمن علم و ادب اور بیگانہ عرف و قوانین اس سے جاہل رہ کر فتوی ہانک دے وہ نہ عالم ہے نہ مفتی و قاضی ایسے کا قلم ضیاع حقوق خلق و فساد و ظلم میں بغاۃ العصر یا سے بڑھ کر ہے۔ علامہ امام ابن عابدین شامی حنفی رسالہ ثانیہ ص۲۷ پر لکھتے ہیں وقد ظھر لك ان جمود المفتی او القاضی علی ظاھر المنقول مع ترك العرف والقرائن الواضحۃ والجھل باحوال الناس یلزم منہ تضییع حقوق کثیرۃ وظلم خلق کثیرین:

فیاللعجب قول مرجح و مختار للفتوی مذہب کے خلاف پر حکم و فتوٰی و قضا حرام اور خلاف الاجماع اس کی جرأت۔ شامی میں ہے المرجوح منسوخ الحکم والفتیا بما ھو مرجوح خلاف الاجماع ردالمختار ج۵ ص۱۳۲ میں ہے الضرورۃ تبیح الخروج عن اصل المذھب حرج و ضرورت شرعیہ لابدیہ میں تو خروج عن اصل المذہب بھی مباح ہو جاتا ہے۔ تنقیح حامدیہ ج۱ ص۱۵۵ مصر میں ہے یجب الحکم بالمعروف وان خالف ظاھر المذھب

عرف اہل اسلام کے بموجب حکم واجب ہے۔ چاہے ظاہر
مذہب کے خلاف ہو۔ غیر سید سید خاندان سے نہ جدی
فضائل میں ہمکفو ہے نہ ذاتی شخصی فضل کمال میں۔ لہٰذا
غیر کفو ہے اور غیر کفو سے نکاح باطل ہے۔ امام شعرانی
نے فرمایا من خصائصہ ان الہ لا یکافیھم فی
النکاح احد من الخلق (کشف الغمہ) امام جلال سیوطی
نے بھی یہی کہا (خصائص کبریٰ) علامہ امام نبہانی نے تصریح
کی بعد ذکر احادیث صحیحہ و نصوص صریحہ کے فھذہٖ
احادیث صحیحۃ و نصوص صریحۃ تدل علی ان
اھل البیت افضل الناس حسباً و نسباً و یتفرع
علی ھذا انھم لا یکافیھم فی النکاح احد من
الناس وبہ صرح غیر واحد من الائمۃ قال
الجلال السیوطی فی الخصائص ومن خصائص ان
الہ لا یکافیھم فی النکاح احد من الخلق (الشرف
المؤبد لآل محمد ص۳۹)

فتاویٰ رد المختار شامی باب السجود السہو میں ہے،
ولا عجب عن کمل الرجال کصاحب الھدایۃ و
الزیلعی و ابن الھمام حیث عدلوا عن ظاھر
الروایۃ لما فیہ من الحرج وصححوا الروایۃ
الاخریٰ للتسہیل علی الامۃ فکم لہ من النظیر الخ
اور کچھ عجب نہیں بعلت حرج و ضرورت شرعیہ دینیہ
کے ظاہر روایت کے ترک اور دوسری روایت
کے اختیار میں بلا بغاوت تعدی کے کہ یہ ثابت ہے کامل
عام اقرار مذہب وملت سے جیسا کہ صاحب ہدایہ۔
و زیلعی و ابن الہمام جیسوں سے کہ انہوں نے حسب
حکمت و ہدایت ضابطہ کائنات فمن اضطر غیر باغ
ولا عاد فلا اثم علیہ اور لا اکراہ فی الدین
یرید اللہ بکم الیسر حالت ضرورت و دفع حرج
و رفع حاجت میں ظاہر روایت کو ترک کرکے نادر
روایت کی تصحیح کی اور اسے مختار بنایا امت پر تسہیل
شرعی کو فراہم کرنے میں اس کی مثالیں اسلامی فقہ میں کم
نہیں المشقۃ تجلب التیسیر اسی سے ماخوذ ہے۔
غیر کفو میں نکاح تو ہر آئینہ فتنہ و فساد کا موجب ہے۔ اس
میں اتنے فتنے فساد ہیں جو دنیا سے آخرت تک کو شامل
ہیں مقاصد و مقتضیات نکاح کے منافی مفاسد پر مشتمل
ہے اور اس کی خرابیاں بہت ہیں (۱) خالق کائنات کی
اس حکمت و تجویز ہی کے خلاف ہے جو وجعلناکم
شعوبا و قبائل لتعارفوا میں منصوص۔ (۲) حکم سنت
کے خلاف ہے ولا یزوجن الا من الاکفاء
عورتوں کا نکاح غیر کفو سے نہ ہو اور فرمایا اذا جاءکم
الاکفاء فانکحوھن ولا تربصوا بھن الحدثان
(جامع الصغیر) ہمکفو لوگ رشتہ طلب کرنے آئیں تو عورتیں
کا نکاح کر دیا کرو اور ان کے لئے آفات و بلیات کا انتظار
نہ کرو جو غیر کفو سے نکاح کی صورت میں پیش آتی ہیں (۳)
کتاب و سنت پر سنجیدہ غور سے کفائۃ نکاح کا شرعی محل
اور مشروط معلوم ہوتا ہے اذا وجدت لھا کفواً اور
اذا جاءکم الاکفاء فانکحوھن لہٰذا غیر کفو سے
نکاح خلاف شرع ہے۔ (۴) حکم و تجویز شرع سے بغاوت
ہے۔ (۵) نظر فقہی میں عقد نکاح میں تین حقوق متعلق
پائے جاتے ہیں۔ حق شرع کہ اس سے امر و نہی کا تعلق

ہے۔ حق اولیاء کہ لتعارفوا اور فانکحوا کا امر اور
ولا یزوجن الامن الاکفاء کی نہی اولیاء سے
متعلق ہے۔ حق زن کہ تحریم نفس اور مہر اسکا حق ہے۔
غیر کفو سے نکاح میں یہ تینوں حق تلف ہوتے ہیں۔ لہٰذا
صریح ضرر ہے ولاضرر ولا ضرار فی الاسلام سے
یہ امر منکر ہے۔ (۶) عورت اس کے خاندان کے لئے موجب
عار و استنقاص و ہتک ہے اور یہ صریح ضرر و ایذا ہے
جو شرعاً جائز نہیں (۷) سیدہ کا غیر سید سے نکاح
جو اس کا جدی اور ذاتی لحاظ سے کفو نہیں تو تمام خاندان
سادات اولاد رسول کا استخفاف و ایذا بھی ہے جو خود
ذات مصطفیٰ علیہ التحیہ والثنا کا موجب ایذا بھی ہے اور
حرام بالاجماع ہے کم ہو یا زیادہ (زرقانی) عورت یا
اس کے اولیا خاندانی لوگ اپنا حق ترک کر کے غیر کفو
میں نکاح پر رضامند ہوں تو وہ حق شرع اور دوسرے
حقدار[illegible]ں کے حقوق ساقط کرنے کا حق نہیں رکھتے
لہٰذا معصیت کے مرتکب ہوں گے اور سوء اختیار سے
فاسق ہو جائیں گے اور آئندہ ایسا کرنے کے مجاز نہ ہونگے
(۸) حق شرع کا ضیاع ہے (۹) خالق اور مخلوق کے حقوق
میں معصیت کے ساتھ مداخلت ہے (۱۰) قرآن، حدیث
اور فقہ کی مخالفت ہے قربت اور اولاد میں حرمت
و فساد کا پہلو نمایاں ہے۔ عورت پر بعکس مرد پر صحبت
وطی میں حرمت کا پہلو موجود ہے۔ لہٰذا اس سے بچنے
ہی میں احتیاط و حزم ہے اور امر فروج میں شرعاً احتیاط
واجب ہے تو جانب تحریم ہی بلکہ اصل فرج میں حرمت
ہے۔ (رضونیہ باب المحرمات ص ۳۲، ۳۳) بغیۃ المسترشدین

طبع مصر ص ۲۱ مجلہ شریفۃ علویۃ خطبہا غیر شریف فلا
اری جواز النکاح وان رضیت و رضی ولیہا لان ھذا
نسب الشریف الصحیح لا یسامی ولا یرام ولکل
من بنی الزھراء فیہ حق قریبھم و بعیدھم
فی بجمعھم و رضاھم۔ سیدہ فاطمیہ سے نکاح
کرنا چاہے اگر کوئی غیر سید تو نظر شرع میں یہ جائز نہیں
چاہے عورت اور اس کا کوئی ولی رضامند ہو جائے۔
اس لئے کہ اس نسب شریف صحیح سے ہمسر کوئی غیر
سید خاندان نہیں نہ ہونے کی توقع و امکان ہی ہے
جیسا کہ کتاب و سنت سے ثابت ہے اور سادات
اولاد رسول بنی فاطمہ نزدیک و دور والے سب کو
شرعاً حق حاصل ہے اور کب ممکن ان سب کا اکٹھا کرنا
اور ان سب کی رضا حاصل کرنا اور عینی شرح کنز ج ۱
ص ۱۲۸ وقال ابو یوسف اذا رضی بعضھم لا یسقط
حق من ھو مثلہ کالدین المشترک : الحاصل
غیر سید سید خاندان میں نکاح نہیں کر سکتا۔ نہ تفاخر
کی بنا پر نہ کسی دینی ایمانی برادر کے استخفاف تحقیر کی بنا
پر بلکہ محض حکم شرع کی بنا پر فتاوی رد المختار شامی کتاب
القضا ج ۴ ص ۳۱۵ والقاضی یاخذ کا المفتی بقول الامام
سواء کان معہ احد من اصحابہ اولا ولکن
الفتوی علی قول ابیوسف فیما یتعلق بالقضاء
لزیادۃ تجربۃ اور ہدایۃ باب الاولیاء والاکفاء میں ہے
عن ابیحنیفۃ و ابی یوسف انہ لا یجوز فی غیر الکفو
اور اسی میں ہے ویروی رجوع محمد الی قولہما
نوادر امام حسن بن زیاد آخری شاگرد امام اعظم سے مروی

ہے کہ غیر کفو سے نکاح اصلاً جائز نہیں۔ امام اعظمؒ اور امام ابو یوسفؒ دونوں سے یہ روایت ہے اور امام محمدؒ کا بھی ان کے ہی قول کی طرف رجوع مروی ہے۔ عین الہدایہ میں ہے پس تینوں اماموں کا اتفاق ہو گیا۔ اور غیر کفو سے عقد کے حق میں امام فخر الدین زیلعی نے تصریح کی واما تمکینها من الوطی فعلی المفتی به هو حرام کما یحرم علیه الوطی لعدم انعقاده واللہ ورسوله اعلم:

یہ ملک و بیرون ملک سے سائلین کے فرستادہ سوالات و پرچہ جات کے جواب فقہی شرع کے لئے لکھا گیا کہ غلط فہمیوں کا ازالہ بھی ہو اور اصل مسئلہ کا صحیح جواب فیصلہ افراد امت مسلم کو معلوم ہو جائے ::

فقیر ابو المسعود سید محمود محبوب آبادی



عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں نے مادر زاد اندھے کا اور کوڑھی کا علاج کیا وہ اچھے ہو گئے، مگر احمق اچھا نہ ہو سکا۔

ابن مقفع کا قول ہے کہ جب تو کسی بات میں بحث کرے تو غصہ میں نہ آ: اس لئے کہ غصہ حجت کو روک دے گا اور تیرا مدمقابل تیرے اوپر غالب آ جائیگا۔

کسی دانا کا قول ہے کہ جب بادشاہ عدل سے منہ پھیرتا ہے تو اس کی رعیت اس کی اطاعت سے منہ پھیرتی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حکومت میں ایک گھڑی کا عدل ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی کو کوئی چیز ہبہ کر کے پھر اس کو واپس لیا وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے قے کی اور اس کو چاٹ لیا۔

عمر بن العاص کا قول ہے بادشاہی کا قیام مردوں کے ساتھ ہے اور مردوں کا قیام مال کے ساتھ ہے اور مال کا قیام عمارۃ کے ساتھ ہے۔ اور عمارت کا قیام عدل کے ساتھ ہے۔

کسی نے کسی دانا سے پوچھا: جھوٹ کب اچھا ہوتا ہے دانا نے کہا جب اس کے ساتھ دو شخصوں کے درمیان جو لڑے ہوئے ہیں صلح کرائی جائے۔

کسی نے پوچھا کہ سچ کب برا ہوتا ہے۔ دانا نے کہا کہ جب اس کے ساتھ کسی کی غیبت کی جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرا ساتھی: ایسا ہے جیسے تیری قمیص کا پیوند: اب تو دیکھ کہ تو کیا پیوند لگا رہا ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کے محل میں متکبر داخل نہیں ہوگا۔

حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو اللہ کے لئے جھکا اس کو اللہ نے اٹھایا اور بلند کیا۔

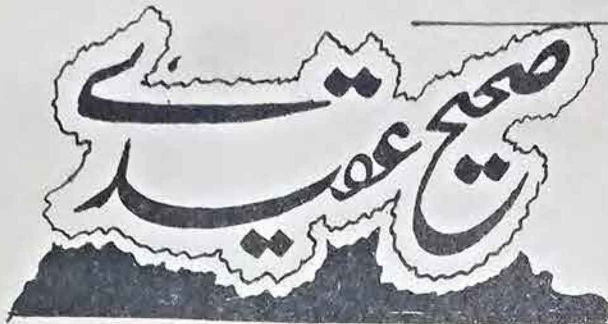
کسی دانا نے کہا: متکبر کے ساتھ تکبر کرنا تواضع کے برابر ہے۔

کسی دانا نے کہا: جو شخص مٹی سے پیدا کیا گیا ہو اور پیشاب

(باقی صفحہ ۲۱ پر)

مولانا عبد الحامد صاحب بدایونی

(ماخوذ)



صاحب روح البیان فرماتے ہیں:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ وسلم ارواح صحابہ کے ساتھ تمام عالموں میں پھرتے ہیں۔ بہت سے اولیائے کرام نے آپ کو دیکھا۔

شاہ ولی اللہ صاحب درثمین میں فرماتے ہیں

"خبر دی مجھے میرے سردار والا نے اور کہا انہوں نے خبر دی مجھے شیخ سید عبد اللہ قاری نے کہا سید عبد اللہ نے کہ میں نے قرآن حفظ کیا۔ ایک قاری سے جو جنگل میں رہتا تھا۔ ایک بار ہم قرآن پڑھ رہے تھے۔ اتنے میں ایک قافلہ عرب کا آیا۔ قافلے کا سردار آگے تھا۔ اس نے قاری کا پڑھنا سن کر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ برکت دے۔ تو نے قرآن کا حق ادا کیا۔ پھر چلے گئے اور ایک دوسرا آدمی انہیں عربوں کی وضع کا آیا اور کہنے لگا کہ کل رات کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ ہم فلاں جنگل میں وہاں کے قاری کا قرآن سننے جائیں گے۔ جب اس نے بات سنائی۔ ہم نے جان لیا کہ وہ سردار کوئی نہیں حضور پُر نور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور میں نے اپنی آنکھوں سے آپ کو دیکھا۔۔

صلوٰۃ وسلام اور قرآن کریم

بوقت ذکر ولادت کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا مستحسن ہے اور اگر یہ سمجھ کر صلوٰۃ وسلام پڑھا جائے کہ حضور پاک سماعت فرما رہے ہیں تب بھی صحیح ہے۔ ولادت پر سلام بھیجنے کے متعلق قرآن کریم میں چند آیات ہیں جنہیں ہم یہاں درج کرتے ہیں

۱۔ ان پر سلام ہو جس دن پیدا ہوئے اور جس دن وفات پائیں گے اور جس دن اٹھائے جائیں گے زندہ کرکے۔

۲۔ مجھ پر سلام ہے جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن انتقال کروں گا اور جس دن اٹھایا جاؤں گا زندہ کرکے۔

۳۔ سلام ہے اس کے بندوں پر جنہیں اس نے برگزیدہ کیا۔

۴۔ سلام ہو جیو آل یاسین پہ

۵۔ سلام ہو جیو نوح پر سارے جہاں والوں میں۔

۶۔ سلام ہو ابراہیم پہ

۷۔ سلام ہو پیغمبروں پہ

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ابو داؤد بیہقی

سے ذیل کی حدیث نقل فرماتے ہیں :-

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کوئی شخص مجھ پر سلام نہیں بھیجتا مگر اللہ تعالیٰ میری روح لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں"۔

امت کے اعمال پیش کئے جانے کے متعلق مسئلہ

حیات النبی کے عنوان میں ہم نے بہت سی احادیث نبویہ اور اقوال شریفہ پیش کر دیئے ہیں۔ اس لیے اس عنوان میں بحث کو مختصراً درج کر کے ختم کرتے ہیں۔ صلوٰۃ و سلام پڑھنا ہر طرح باعث برکت اور آیات و احادیث کے مطابق ہے۔ درود شریف پڑھنے کا حکم قرآنی موجود ہے۔ جو مجالس کے علاوہ نماز تک میں پڑھا جاتا ہے اور اسی طرح التحیات میں السلام علیک ایہا النبی مخاطب کر کے پڑھتے ہیں۔ پھر جو آیات سلام ہم نے اوپر درج کیں وہ ہر طرح کافی ہیں۔ صلوٰۃ و سلام میں جو انوار و برکات ہیں، جن کو خواص نے مشاہدہ فرمایا ہے، بعید نہیں صلوٰۃ و سلام پڑھنے والا دریائے رحمت میں غوطہ لگاتا ہے۔

نشان قدم اور وہ تبرکات جو حضور پاک ﷺ سے منسوب ہیں

یہ امر محقق ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سرکار ابد قرار سے اس درجہ محبت تھی کہ وہ ہر شے جو حضور ﷺ سے منسوب ہوتی اس کی حرمت کرتے ان کے اس طرز عمل کو حضرات اولیاء اللہ نے نقش راہ بنایا اور تبرکات نبویہ کا احترام ضروری جانا۔ خود رب العزت نے مکہ و مدینہ کی خاک کی قسمیں کھائیں۔ چنانچہ صاف طور پر فرما دیا۔ لا اقسم بھذا البلد و انت حل بھذا البلد۔ یہی سبب ہے اکثر و بیشتر قدیم خانوادہ ہائے طریقت میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات وآثار نسلاً بعد نسل محفوظ چلے آ رہے ہیں۔ اور اعراس شریفہ کے موقعوں پر ان کی زیارت کرائی جاتی ہے۔ فقیر کے یہاں بھی مستند و قدیم تبرکات شریفہ محفوظ ہیں۔ جن کی زیارت اجداد کبار کے عرسوں کے موقعوں پر ہوتی ہے۔ جہاں تک اس عنوان کی علمی تحقیق کا تعلق ہے صحیح احادیث سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ جس طرح آپ کے اور معجزات ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ آپ کے پایۂ مبارک کا نشان پتھر کے اندر جذب ہو کر نمایاں ہوا۔ علامہ حافظ عبداللہ دمشقی اپنی کتاب موارد الانوار میں تحریر فرماتے ہیں :-

۱۔ یعنی حضور ﷺ کا معجزۂ نقش قدم میرے نزدیک شہرت کو پہنچ چکا ہے۔ شاید منکر نے کتب سیر کو نہیں دیکھا۔

۲۔ یعنی پتھر پر حضور ﷺ کے قدم مبارک کے نشان ہونے کا معجزہ ظاہر ہے۔ محققین نے اپنی کتابوں میں ثقہ راویوں سے ثابت کیا ہے اور جن لوگوں نے کج بحثی سے اس مسئلہ میں کچھ لکھا وہ سبب ان کی زیادتی جہل اور آیات و احادیث سے ناواقفیت کا ہے۔

۳۔ کہا ابونعیم حافظ نے جب کہ داخل ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غار میں حضور ﷺ نے اپنا سر مبارک پہاڑ کی طرف مائل کیا تاکہ مستور فرمائیں اپنی صورت و تشخیص کو ان سے پس نرم کر دیا خدا نے پہاڑ کو یہاں تک کہ داخل فرمایا حضور ﷺ نے سر مبارک رکھا اور آرام فرمایا پس نرم ہو گیا۔ پتھر میں آپ کی کہنی اور

کلائی کا نشان ہوگیا اور یہ بھی مشہور ہوگیا کہ حاجی لوگ اس کی زیارت کا قصد کرتے ہیں اور اسے دیکھتے ہیں اور شب معراج میں پتھر بیت المقدس کا خمیر آٹے کی طرح ہوگیا۔ پس باندھا حضور نے اس سے اپنا براق اور لوگ آج تک اس مقام مبارکہ کو بغرض زیارت تلاش کرتے ہیں۔

۴۔ ابوشجاع بلخی مالکی نے آیۃ واتخذوا من مقام ابراھیم کے تحت تفسیر دُرّ مکنون میں تحریر فرمایا ہے۔ ظاہر ہوا۔ حضرت ابراہیم کے قدموں کا نقش اس ہیں جیساکہ ظاہر ہوا۔ خمیر میں پس یہ معجزہ ظاہر ہوا خمیر میں پس یہ معجزہ ظاہر ہوا حضرت خلیل اللہ لائے۔ اللہ کی عنائت اور اس کی توفیق خیر سے اور کسی انسان میں طاقت نہیں کہ ایسے معجزہ کو لائے لیکن اللہ تعالیٰ نبوت سے سرفراز فرمائے لیکن وہ کہ لائے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پس وہ اس سے ابلغ و اعلیٰ ہے اس واسطے کہ ظاہر ہوا حضرت ابراہیم کے دونوں قدموں کا پتھر پر صرف ایک بار اور ظاہر ہوا۔

حضور کے قدموں کا اثر پتھر پر بار بار یکے بعد دیگرے جوتے پہن کر بھی اور برہنہ پا بھی بلکہ نشان ہوا۔ آپ کے خچر کے سم کا پتھر پر جس طرح حضرت ابراہیم کے قدم مبارک کے اثر کفار کے ہاتھ سے نہ مٹا اور نہ مضمحل ہوا۔ اسی طرح نہ مٹا حضور کا نقشِ قدم جبکہ سوار ہوئے براق پر معراج کی شب میں۔

اسی طرح امام ابی سلیمان احمد بن محمد بن ابراہیم خطابی محمد بن مالکی اسحٰق بن ابراہیم معاویہ بن صالح تعلیمی طرطوسی بیہقی ابونعیم بخاری امام اعظم ابوحنیفہ کوفی امام ابراہیم نخعی شرف الدین ابوعبداللہ فاضل صاحب قصیدہ ہمزیہ وغیرہ نے دلائل قویہ سے نشان قدم کے ثبوت میں کافی مواد یکجا کر دیا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن صفوری کے قصیدہ کا یہ شعر بھی کیا خوب ہے۔

یہ نبی وہ ہے کہ اگر ریت پر چلتا تو ریت میں اثر نہ دیکھا جاتا اور پتھر پہاڑوں پر اثر دیکھا جاتا ہے۔

حافظ شیرازی بھی اس موقع کے لئے خوب فرما گئے۔

بر زمینے کہ نشان کف پائے تو بود
سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

اس سلسلہ میں جی چاہتا ہے کہ حضرات اکابر اولیاء اللہ و علمائے دین کے مشاہدات و واقعات درج کر دوں کیونکہ ترتیب کے وقت کتابوں کے انبار سامنے ہیں۔ مگر کتاب کی ضخامت مانع ہے۔

آبِ وضو کی تعظیم

ہم جیساکہ اوپر کہہ آئے ہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہر اس شے کو جسے حضورؐ سے نسبت ہوتی عزیز و محترم سمجھتے تھے۔ ذیل میں عنوان کے تحت ضروری معمولات اور طریقے درج کئے جاتے ہیں

(۱) ابی جحیفہ سے مروی ہے دیکھا میں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں آپ مقام ابطح کے خیمہ سرخ چرمی میں رونق افروز تھے حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کے آب وضو کو تبرکاً لے رہے تھے اور لوگ بھی اس پانی کو تبرکاً لینے دوڑ رہے تھے جس کو وہ پانی مل گیا وہ اپنے جسم اور منہ پر ملتا جس کو نہ ملتا تو وہ اس شخص

کے ہاتھ کی تری کو دے کر ملتا۔

اسی طرح کے واقعہ کو دیکھکر عروہ بن مسعود نے جو قریش کی طرف سے حدیبیہ میں مصالحت پر گفتگو کرنے آئے تھے اپنی قوم میں جا کر کہا کہ میں نے اصحاب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا جو ادب کرتے دیکھا وہ شاہ حبش، قیصر و کسریٰ، شاہ ایران کے دربار میں بھی نہ دیکھا۔

امام محمد رہاوی جامع المعجزات میں نقل فرماتے ہیں

(۲) مروی ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی کے دو بال اپنے گھر میں تبرکاً رکھ دیئے اور اپنے گھر میں قرآن کو اچھی آواز سے سنا۔ پڑھنے والے کو تلاش کیا مگر وہاں کسی پڑھنے والے کو نہ پایا۔ یہاں تک کہ جس جگہ موئے مبارک رکھے تھے تو اس کے قریب قرآن کریم کو سنا۔ پس آپ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے اور واقعہ عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ آلہ وصحابہ وسلم نے فرمایا" اے ابوبکر کیا تم نہیں جانتے کہ فرشتے ہمارے بالوں پر مجتمع کیے گئے ہیں اور ان کے نزدیک قرآن پڑھتے ہیں۔

تبرکات سے شفا

بخاری شریف میں ہے:۔

(۳) ابن منکدر سے مروی ہے انہوں نے جابر عبد اللہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں بیمار تھا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیادہ پا عیادت کے لئے تشریف لائے تو مجھے بیہوش پایا۔ حضورؐ نے وضو کا پانی مجھ پر ڈال دیا۔ میں ہوش میں آگیا تو حضور کو رونق افروز پایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیالہ کی تعظیم

بخاری شریف میں ہے

(۴) عاصم احول سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ دیکھا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اس پیالہ میں بارہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی پلایا ہے۔ ابن سیرین نے کہا کہ اس پیالہ میں ایک لوہے کا حلقہ تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ بجائے لوہے کے سونے یا چاندی کا حلقہ ڈال لیں۔ پس ابوطلحہ نے ان سے کہا جس چیز کو حضور رسول اللہ علیہ وسلم نے بنایا ہے۔ اس میں کچھ تغیر و تبدل نہ کرو۔ پس آپ نے اس کو ایسے ہی چھوڑ دیا۔

علامہ ابن حجر شمائل میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ نے حضرت انس کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے سے وہ پیالہ ۸ لاکھ درہم میں خریدا۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے وہ پیالہ بصرہ میں دیکھا اور اس میں تبرکاً پانی پیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہ کے پاس ایک جبہ تھا اس کے متعلق حدیث میں ذیل کے الفاظ ہیں۔

(۵) یعنی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بعد وفات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ وسلم کے جبہ مبارکہ کو جو ان کے پاس تھا غسل دے کر مریضوں کو پلاتیں۔ مریض بفضل خدا شفا پاتے۔

(۶) حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے یہاں آکر قیلولہ فرمایا کرتے تھے اور آپکو پسینہ بہت آتا تھا۔ ام سلیم اس کو پونچھ کر جمع کر لیتیں اور اس کو خوشبو میں ملا لیتیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ام سلیم یہ کیا۔ عرض کیا۔ آپ کا پسینہ ہے۔ ہم اس کو اپنی خوشبو میں ملا لیتے ہیں۔ وہ سب خوشبوؤں سے زیادہ اچھا ہے۔

مشکوٰۃ شریف باب الطب میں عثمان بن عبداللہ سے مروی ہے

(۷) میرے اہل نے مجھے حضرت ام سلمہ کی خدمت میں پیالہ دیکر بھیجا۔ جب کسی کو نظر لگ جاتی ہے یا کوئی اور مرض ہوتا ایک بڑے برتن میں پانی لیکر حضرت سلمیٰ کے پاس بھیج دیتے۔ انہوں نے چاندی کی ایک نلی میں حضورؐ کے موئے مبارکہ کو رکھ چھوڑا تھا۔ ضرورتاً اس کو نکال کر پانی میں غسل دیتیں وہ پانی مریضوں کو پلایا جاتا۔

بقیہ اقوال زریں

از صفحہ ۱۶

کی جگہ سے ہو کر باہر آیا ہو اور حیض کا خون اس کی غذا بنا ہو۔ اور پلیدی میں اس نے وقت گذارا ہو۔ کب اس کی شان کے لائق ہے کہ وہ تکبر کرے۔

رابعۂ عصر لوجی رحمۃ اللہ علیہا کا سالانہ عرس

رابعۂ عصر سیدہ لوجی رحمۃ اللہ علیہا کا سالانہ عرس شریف حسب معمول سابق حضرت معین الملت مدظلہ العالی کے کاشانہ میں مؤرخہ ۱۱مئی بروز اتوار صبح نو بجے سے قریباً ۱۲ بجے تک منایا جائے گا جس میں علماء کرام وعظ فرمائیں گے اور نعت خوان اور شعراء حضرات نعتیں اور مناقب پڑھکر سنائیں گے۔ یہ اجلاس حضرت مولانا الحاج پیر اولاد حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم کی صدارت میں منعقد ہوگا۔ پروگرام کے بعد وہیں حاضرین کو کھانا کھلایا جائیگا۔

قطعات

حیران جعفری
چنیوٹی

چند لمحے تری رفاقت کے
حاصل زندگی سمجھتا ہوں
جو بھی تیرے حضور گذری ہے
میں اسے بندگی سمجھتا ہوں

کوئی ان کو بھی غم دیا ہوتا
سارے غم دل جلوں میں بانٹے ہیں
جو گلوں کی ادا سے واقف ہیں
ان کے حصے میں صرف کانٹے ہیں

منزلیں جن کو ڈھونڈ لیتی ہیں
آدمی وہ عجیب ہوتے ہیں
جن کی رہتی ہے جستجو تجھ کو!
کسقدر خوش نصیب ہوتے ہیں

مولانا غلام رسول گوھر

نماز جنازہ کے مسائل

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اگر شہر یا محلہ کے کچھ آدمیوں نے نماز جنازہ پڑھی تو سب کی طرف سے ادا ہوئی اور اگر کسی نے بھی نہ پڑھی تو سب گنہگار ہوئے۔

نماز جنازہ کی صحت کے لئے وہی شرطیں ہیں جو نماز کے لئے ہیں اور اس کے علاوہ یہ بھی شرط ہے کہ میت مسلمان ہو۔ اور اسے غسل دیا ہوا ہو۔ کافر کی نماز جنازہ جائز نہیں اور ایسے ہی اس میت کی نماز بھی جائز نہیں جس کو غسل نہیں دیا گیا۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ میت جنازہ پڑھنے والوں کے آگے رکھی ہوئی ہو۔ غائب کا جنازہ جائز نہیں ہے۔

قیام اور پہلی تکبیر کے سوا باقی تین تکبیریں اور دعا جنازہ کے ارکان ہیں۔ پہلی تکبیر رکن نہیں شرط ہے۔

اگر کسی نے بیٹھ کر بغیر عذر کے جنازہ پڑھایا یا سوار ہو کر پڑھا تو جائز نہیں۔

اگر کوئی آدمی نماز جنازہ میں بعد میں شریک ہوا اور اسے خوف ہے کہ اگر وہ دعا میں مشغول ہوگا تو میت کو اٹھا لیا جائے گا تو اس کے لئے دعا رکن نہیں ہے وہ صرف تکبیر پر ہی اکتفا کرے اور دعا چھوڑ دے۔

نماز جنازہ کی امامت کے لئے افضل بادشاہ ہے۔ اس کے بعد قاضی۔ پھر امام جمعہ۔ پھر محلہ کی مسجد کا امام۔ پھر میت کے اولیا میں سے کوئی ولی وارث کی ترتیب کے مطابق۔

جب ولی کو امامت کا حق پہنچے تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے غیر کو اجازت دے۔

جن کا امامت کے لئے پہلے ذکر ہوا ہے ان کے غیر کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ ولی کی اجازت کے بغیر امامت کیلئے آگے ہو۔

اگر کسی نے ولی کی اجازت کے بغیر نماز جنازہ پڑھائی تو ولی کے لئے اگر وہ چاہے تو جائز ہے کہ وہ نماز جنازہ کا اعادہ کرے۔

اگر ولی نے نماز جنازہ پڑھ لی تو اس کے بعد بادشاہ اور اس کے بعد کے لوگوں کے جائز نہیں کہ وہ نماز جنازہ پڑھیں۔ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز جنازہ کی امامت کے لئے بادشاہ سب سے زیادہ لائق ہے۔

اگر نماز جنازہ پر شہر کا والی اور قاضی دونوں حاضر ہیں تو شہر کا والی قاضی سے زیادہ حق رکھتا ہے کہ وہ نماز جنازہ پڑھائے۔

اگر صرف محلہ کا امام اور کوتوال حاضر ہے اور شہر کا والی اور قاضی موجود نہیں ہیں تو کوتوال کو محلہ کے امام پر فوقیت

ہوگی وہ نماز جنازہ پڑھائے۔ اور اگر خلیفہ جو شہر کا والی ہے موجود ہے تو وہ قاضی اور کوتوال سے نماز جنازہ پڑھانے کے لئے زیادہ لائق ہے اور مذکورین سے کوئی بھی نہیں ہے صرف اولیا اور محلہ کا امام ہے تو اس صورت میں اولیاء کو لائق ہے کہ وہ محلے کے امام کو آگے کریں۔

اور اگر محلہ کا امام بھی نہیں اور مؤذن حاضر ہے تو وہ اولیاء پر مقدم نہیں ہوگا۔

اور اگر والی اور خلیفہ اور قاضی اور کوتوال امام اور اولیا سب حاضر ہیں اور اولیاء ان میں سے کسی کو آگے کرنا نہیں چاہتے، وہ خود جنازہ کی نماز پڑھانا چاہتے ہیں تو یہ ان کے لئے جائز ہے اور ان کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے سے جس کو چاہیں آگے کر دیں۔

اولیاء میں سے کسی ولی کے لئے باقی اولیا کی اجازت کے بغیر کھڑا ہونا جائز نہیں۔ یہ قول حضرت ابوحنیفہ اور ابو یوسف اور زفر رحمۃ اللہ علیہم کا ہے اور حسن نے اس قول کو اختیار کیا ہے۔ اور ہمارا مذہب ہے کہ ولی کے نماز جنازہ پڑھنے کے بعد کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ نماز جنازہ پڑھے۔

جنازہ کی نماز کے لئے چار تکبیریں ہیں۔ پہلی تکبیر کے بعد ثنا پڑھے، دوسری تکبیر کے بعد تشہد کے بعد جو درود شریف پڑھتے ہیں وہ درود شریف پڑھے اور تیسری تکبیر کے بعد میت کے لئے اور تمام ایمانداروں کے لئے اور اپنے لئے دعا پڑھے اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیرے اور سلام میں میت اور سب شاملین کی نیت کرے۔

نماز جنازہ میں کوئی دعا مخصوص نہیں ماثورہ دعاؤں سے جو بھی پڑھے جائز ہے۔

مسبوق جو نماز جنازہ میں چوتھی تکبیر میں شامل ہوا وہ امام کے سلام کے بعد اپنی تین تکبیریں پوری کرے۔ قبل اس کے کہ جنازہ اٹھایا جایا۔

امام کو چاہیئے کہ وہ میت کے سینے کے بالمقابل کھڑا ہو۔ خواہ میت مرد ہو یا عورت۔

نماز جنازہ کے لئے تین صفوں کا ہونا مستحب ہے یہانتک کہ اگر سات آدمی ہوں ان میں سے ایک امامت کے لئے آگے کھڑا ہو اور اس کے پیچھے تین پھر ان کے پیچھے دو اور پھر ان کے پیچھے ایک کھڑا ہو۔

نماز جنازہ کی صفوں سے پچھلی صف افضل ہے بخلاف دوسری نمازوں کے کہ ان میں پہلی صف افضل ہے۔

اگر میت کو امام کے سامنے رکھنے میں غلطی سے اس کا سر امام کی بائیں جانب ہوا اور پاؤں اس کی دائیں جانب ہوئے تو نماز جنازہ درست ہے۔ اگر عمداً ایسا کیا تو گنہگار ہوئے۔

ـــــــ ختم شد ـــــــ

آستانہ عالیہ نقشبندیہ جماعتیہ علی پور سیداں کا

سالانہ



آستانہ عالیہ علی پور شریف میں حسب معمول سابق: سابقہ روایات کو قائم رکھتے ہوئے مورخہ ۱۰/۱۱ مئی سنہ ۱۹۸۰ء بمطابق ۲۸/۲۹ بساکھ: ۲۴/۲۵ جمادی الثانی سالانہ عرس شریف منعقد ہو رہا ہے پیران چورہ شریف سے حضرت مولانا الحاج امام الاولیاء خواجہ محمد نقشبند صاحب سجادہ نشین ہر دو روزہ اجلاس میں صدارت کے فرائض سرانجام دیں گے اور علماء کرام اپنے مواعظ سے سامعین کو محظوظ کریں گے۔!! اسٹیج سیکرٹری کی ذمہ داریاں حضرت مولانا حافظ نور احمد صاحب جماعتی قصوری اور جناب پروفیسر منشاد علی صاحب کو متوض ہوں گی۔ علماء کے مواعظ کے درمیان نعت خوان حضرات ہدیہ نعت خوانی پیش کریں گے۔ دو روزہ اجلاس جامع مسجد نور میں ہوگا۔



انوار الصوفیہ رجسٹرڈ ایل نمبر 7478